ڈاکٹر محمد رفیع الدین

منشورِ اسلام

(۴)

۷۔ نوع میں نصب العینوں کا ارتقا

نصب العین کی محبت کا جذبہ نوع میں بھی شروع سے ہی اپنا اظہار کرنے لگ جاتا ہے۔ نوعِ انسانی میں بھی نصب العینوں نے قریباً اسی ترتیب کے ساتھ ارتقا کیا ہے جس ترتیب کے ساتھ وہ فردِ انسانی میں ارتقا کرتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ فرد زندگی کی نفسیاتی سطح پر بھی نوع کی تاریخ کا اعادہ اسی طرح سے کرتا ہے جس طرح وہ زندگی کی حیاتیاتی سطح پر اس کا اعادہ کرتا ہے۔

عہدِ قدیم کے انسان کے لیے اس کی اپنی جبلّتی خواہشات (مثلاً بھوک کی تشفی کرنا، دوسروں پر غلبہ حاصل کرنا، اشیاء کا مالک بننا، جنسی خواہش کو مطمئن کرنا وغیرہ) سے زیادہ کوئی چیز محبت کرنے اور ستائش کرنے کے لائق نہ تھی۔ ہر شخص کی ہمدردیاں صرف اس کی اپنی ذات تک محدود ہوتی تھیں۔ الّا یہ کہ وہ بعض وقت اپنی حیوانی جبلّتوں ہی کی خاطر ان کو دوسرے اشخاص تک وسعت دینے کے لیے مجبور ہو جائے۔ پھر کچھ مدت کے بعد وہ اپنے خاندان کے افراد سے ایک قسم کی دلچسپی اور کشش محسوس کرنے لگا اور اسے دوسرے خاندانوں سے الگ ایک وحدت سمجھنے لگا جو اس کے نزدیک خاندان کے سب سے بڑے بزرگ اور دانا کے تحت قدرتی طور پر منظّم تھی اور یہ بزرگ یا دانا خاندان کا سردار تھا۔ اس مرحلہ پر اپنی سود و بہبود کی بجائے خاندان کی سود و بہبود اس کا مقصود یا نصب العین بن گئی اور چونکہ خاندان کا سردار خاندان کی سود و بہبود

کا نگران تھا وہ اس کی خوشنودی کے لیے اپنی جبلّتی خواہشات میں جو پہلے اس کا مقصود تھیں ردّ و بدل کو گوارا کرنے لگا۔ اس کے بعد اُس نے اپنے خاندان کے بعض مفاد کو قبیلہ کی عام بھلائی کے لیے قربان کرنا سیکھ لیا اور یہ قبیلہ جس کی علامت اس کا سردار تھا۔ اس کی محبّت کا مقصود یا نصب العین بن گیا۔ پھر قبیلے بہت سے تھے اور آپس میں جنگ کرتے رہتے تھے۔ لہٰذا آخر کار ان کو یہ بات سمجھ میں آئی کہ قبائلی جنگیں ظالمانہ اور تباہ کن ہیں اور ان کی آرزوئے حسن کے لیے یہ بات زیادہ تسلّی بخش ہے کہ وہ ایک بادشاہ کے ماتحت متحد اور منظم ہو جائیں۔ لہٰذا اب بادشاہ ایک خاص ملک میں رہنے والی ایک قوم پر حکومت کرنے لگا۔ اور قوم کے نمائندہ کی حیثیّت سے قوم کا مقصود اور نصب العین بن گیا لیکن بادشاہ کی خود غرضیوں اور بے انصافیوں نے ان کی توجہ جلد ہی اس بات کی طرف مبذول کر دی کہ درحقیقت ان کی آرزوئے حسن کو ایسا نصب العین مطمئن نہیں کر سکتا جو ملک اور قوم کی خیر خواہی اور بھلائی کو نظر انداز کرتا ہو۔ لہٰذا ان کا نصب العین بادشاہ کی بجائے ملک یا ملک میں رہنے والی قوم قرار پایا۔ دوسرے الفاظ میں ان کا نصب العین ایک فردِ واحد کی عظمت سے جو ظل اللہ سمجھا جاتا تھا، گزر کر پوری قوم کی عظمت پر آٹھہرا اور اس نے بادشاہت پرستی کی بجائے قومیت پرستی کی شکل اختیار کر لی۔ پھر قوم کی بھلائی کا تقاضا یہ تھا کہ وہ اپنے آپ پر خود حکومت کرے۔ لہٰذا ان کا نصب العین حسن کے معیار میں اور بلند ہو گیا اور وہ جمہوریت، آزادی، اخوت، مساوات اور حریت ایسے ناموں سے تعبیر ہونے لگا۔ تاہم ان اصطلاحات کا مفہوم زیادہ وسیع نہیں تھا۔ کیونکہ ان کا مقصد یہ تھا کہ ان کا اطلاق انسانوں کے ایک محدود گروہ پر کیا جائے جو ایک قوم یا نسل کی حیثیت سے ایک خاص خطۂ زمین میں خاص جغرافیائی حدود کے اندر رہتے ہوں اور فقط وہی ان سے مستفید ہوں لیکن پہلی جنگ عظیم کے بعد نوعِ انسانی کے نصب العینوں نے ایک نہایت ہی اہم قدم آگے اُٹھایا یعنی وہ انسان اور کائنات کے مکمل فلسفوں کی صورت میں آ گئے، مثلاً فسطائیت اور اشتراکیت جن میں سے ہر ایک کائنات کا ایک مکمل فلسفہ ہونے کا مدعی ہے۔

فرد کی طرح نوع میں بھی نصب العینوں کا ارتقا ٹھوس اشیا سے تصوری حقائق کی سمت میں، غیر مستقل سے مستقل کی سمت میں، غیر مکمل سے مکمل کی سمت میں، متعدد سے واحد کی سمت میں،

جزو سے کل کی سمت میں اور حسن نیکی اور صداقت کے پست درجوں سے ان کے بلند تر درجوں کی سمت میں ظہور پذیر ہوتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں فرد کے نصب العینوں کی طرح وہ بھی صحیح نصب العین کی سمت میں ارتقا کرتے ہیں۔

قائدین کا رول

عام طور پر ایک نصب العین کے حسن کا ذاتی احساس کسی ایسے قائد یا راہ نما کے ساتھ گہرا نفسیاتی یا روحانی تعلق پیدا کرنے سے حاصل ہوتا ہے جو اس نصب العین کی محبت سے پوری طرح سرشار ہو۔ اس قسم کا نفسیاتی تعلق ایسی حالت میں بھی بہت آسانی سے پیدا کیا جا سکتا ہے جب کسی انسان کو ایک ایسی معاشرتی فضا میں رہنے کا اتفاق ہو جو نصب العین کی محبت سے پوری طرح معمور ہو یعنی ایک ایسے معاشرہ میں جس کے افراد پہلے ہی اس نصب العین سے محبت کر رہے ہوں اور اس کی خدمت میں مصروف ہوں۔ یہی وہ طریق ہے جس سے ہماری کسی نظریاتی سوسائٹی کی ایک نسل کا نصب العین اس سے اگلی نسل کا نصب العین بن جاتا ہے۔ ایک نصب العین کے چاہنے والے کے ساتھ نفسیاتی تعلق پیدا کرنا واحد طریق کار ہے جس کے ذریعہ سے ایک انسان نصب العین کی محبت میں اضافہ کر کے اس کو زیادہ قوی اور اس کی کیفیت کو اور گہرا کر سکتا ہے۔

تمام نصب العینوں کے خواہ وہ صحیح ہوں یا غلط قائدین بھی ہوتے ہیں اور متبعین بھی۔

ایک تہذیب کا عروج و زوال

جس طرح سے ضروری ہے کہ ایک فرد کا غلط نصب العین زود یا بدیر شکستہ ہو جائے اسی طرح سے یہ بھی ضروری ہے کہ ایک منظم جماعت کا نصب العین بھی زود یا بدیر شکستہ ہو جائے وہ کئی صدیوں تک زندہ رہ سکتا ہے لیکن آخرکار اس کا مٹ جانا ضروری ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک نصب العین فقط ایک ذہنی تصور ہی نہیں ہوتا بلکہ عمل کا ایک پروگرام بھی ہوتا ہے لہٰذا اس کا ہر چھوٹے سے چھوٹا حصہ اس کی پرستار سوسائٹی کی خارجی عملی زندگی میں منتقل ہوتا ہے۔ لہٰذا سوسائٹی کی عملی زندگی کے حالات اس کی مکمل تصویر پیش کرتے ہیں نصب العین کی باطنی جزئیات

سوسائٹی کے حالات میں اس طرح ہوبہو نظر آتی ہیں جس طرح ایک بڑے آئینے میں اس کے سامنے کے منظر کی تفصیلات۔ یہ حقیقت سوسائٹی کو موقعہ دیتی ہے کہ وہ اس کے نقائص کو بڑی وضاحت کے ساتھ اپنی آنکھوں سے دیکھ لے۔ اگر نصب العین غلط ہو تو غلط قسم کے سماجی، اخلاقی، اقتصادی، سیاسی، قومی اور بین الاقوامی حالات پیدا کرتا ہے جو حسن، نیکی اور صداقت کے لیے ہماری فطری آرزو کو ناگوار ہوتے ہیں اور ہمیں نصب العین کے نقائص سے خبردار کرتے ہیں۔ ہمارے دلوں میں اس کی نفرت پیدا کرتے ہیں اور ہمیں اسے چھوڑنے پر مجبور کرتے ہیں۔

وہ سوسائٹی جو ایک غلط نصب العین سے محبت کرتی ہو۔ اُس نصب العین کی طرف خدا کی چند صفات کو تو اپنی غلطی کی وجہ سے جان بوجھ کر اور شعوری طور پر منسوب کرتی ہے اور خدا کی باقی صفات کو نہ جانتے ہوئے اور غیر شعوری طور پر منسوب کرتی ہے۔ اس کا قدرتی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی تمام کوششوں کو ان صفات کے عملی خارجی اظہار پر صرف کرتی ہے جن کی موجودگی کا وہ اپنی غلطی کی وجہ سے یہ سمجھتی ہے کہ وہ علم رکھتی ہے اور باقی صفات کو نظر انداز کرتی ہے اور ان کے عملی اظہار کی کوئی کوشش نہیں کرتی۔ لیکن یہی بات کہ وہ خدا کی اکثر صفات کو نظر انداز کرتی ہے اس کے لیے ناممکن بنا دیتی ہے کہ وہ خدا کی ان صفات کو اپنی خارجی عملی زندگی میں کامیابی سے ظاہر کر سکے جن کو وہ نظر انداز کرنا نہیں چاہتی۔ چونکہ وہ حسن، نیکی اور صداقت کی اکثر ضروریات سے بے پرواہ ہوتی ہے لہٰذا یہ حقیقت حسن، نیکی اور صداقت کی ان ضروریات سے مزاحمت کرتی ہے اور ان کی تشفی میں رکاوٹ پیدا کرتی ہے جن سے وہ بے پرواہ نہیں ہوتی۔ ایک غلط نصب العین کی فطرت کی وجہ سے یہ ضروری ہے کہ اس سوسائٹی کے حالات جو اس پر مبنی ہوں آخر کار زیادہ سے زیادہ بگڑتے چلے جائیں یہاں تک کہ وہ سوسائٹی اپنی آخری تباہی تک پہنچ جائے اور ایسا ہو کر رہتا ہے خواہ سوسائٹی کے افراد بگڑتے ہوئے حالات کی روک تھام یا اصلاح کے لیے جو چاہیں کہتے یا کرتے رہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر غلط نصب العین یہ چاہتا ہے کہ وہ خدا کی چند صفات کو اس کی باقی ماندہ صفات سے الگ کر کے اور ان کی مدد کے بغیر سوسائٹی کی عملی زندگی میں آشکار کرے۔ حالانکہ حسن کی کوئی صفت اس کی دوسری تمام صفات کی مدد کے بغیر اور ان سے الگ ہو کر اپنا اظہار نہیں پا سکتی۔ حسن جس میں نیکی اور صداقت بھی شامل ہیں ایک وحدت ہے وہ نہ

تو حصّوں میں تقسیم ہوسکتا ہے اور نہ حصّوں میں آشکار کیا جا سکتا ہے۔

لیکن وہ عمل جس سے غلط نصب العین پر قائم ہونے والی ایک سوسائٹی اپنے نصب العین کے بیکار بلکہ خطرناک ہونے کا علم حاصل کرتی ہے بالعموم بڑا سست اور طویل ہوتا ہے اور کئی صدیوں تک پھیل جاتا ہے۔ ابتدائے عشق میں نصب العین کے چاہنے والوں کی امیدیں بہت بلند ہوتی ہیں۔ ان کی محبّت تازہ اور پُرجوش ہوتی ہے لہٰذا وہ اپنے نصب العین کی خدمت دل و جان سے کرتے ہیں اور اس کوشش میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے کہ وہ جس حسن کو اپنے نصب العین کی طرف منسوب کرتے ہیں وہ خارجی دنیا میں آشکار ہو۔ اس سے ان کی محبّت اور بھی ترقی کرتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نصب العین کی قوّت بڑھتی رہتی ہے اس کا حلقۂ اثر پھیلتا رہتا ہے اور اس کی شان و شوکت میں برابر اضافہ ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ نصب العین عظمت کی اس انتہا کو پالیتا ہے جسے پا لینے کی استعداد اس کی فطرت میں ہوتی ہے۔ قدرت ہر نصب العین کو بڑھنے اور پھولنے کا پورا موقعہ دیتی ہے اور ہر نصب العین ہر سمت میں اور ہر پہلو سے اتنی نشو و نما پالیتا ہے جتنی اس کی فطرت کی صلاحیتوں میں یا اس کے اوصاف و خواص میں بالقوہ موجود ہوتی ہے۔

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا

ہم سب کی مدد کرتے ہیں ان کی بھی اور ان کی بھی۔ آپ کے ربّ کی بخشش کی وجہ سے اور آپ کے ربّ کی بخشش محدود نہیں۔ (بنی اسرائیل :۔ ۲۰)

لیکن رفتہ رفتہ نصب العین کے پوشیدہ نقائص ان کی محبّت پر مخالفانہ اثر پیدا کرنے لگ جاتے ہیں۔ وہ اب بھی اپنے نصب العین سے چمٹے رہتے ہیں لیکن اس کے لیے ان کی ستائش کا جذبہ کمزور ہونے لگتا ہے اور ان کی محبّت کا جوش و خروش بھی ٹھنڈا ہونے لگتا ہے اور اب نصب العین پھیلنے سے رہ جاتا ہے اور اس کی قوّت ترقی کرنے سے رک جاتی ہے اور وہ اسی قوّت اور شان و شوکت کے سہارے جیتا ہے جو وہ پہلے حاصل کر چکا ہوتا ہے اور روز بروز کمزور سے کمزور تر ہوتا جاتا ہے لہٰذا اس کے چاہنے والے بھی دن بدن اس کے لیے اپنی محبّت کھوتے جاتے ہیں۔ اس موقعہ پر ایک بیرونی کچل دینے والا حملہ یا ایک اندرونی کامیاب انقلاب

اسے ہمیشہ کے لیے صفحۂ ہستی سے مٹا دیتا ہے۔ اور ایک اور نصب العین اس کی جگہ لینے کیلئے اُبھر آتا ہے۔ یہ ہے قدرت کا وہ عمل جس کے ذریعہ سے ثقافتیں اور تہذیبیں جن میں سے ہر ایک کسی نہ کسی نصب العین کے گرد وجود میں آتی ہے ترقی کرتی ہیں اور اپنی ترقی کی انتہا تک پہنچ جاتی ہیں اور پھر زوال پاتی ہیں اور مٹ جاتی ہیں اور نئی ثقافتیں اور تہذیبیں ان کی جگہ لیتی ہیں اور پھر تاریخ کے اسی عمل کو دہراتی ہیں اور یہ ہے قدرت کا وہ قانون جس سے تاریخ کا عمل انسان کو اس کی فطرت کے نصب العین کی طرف جو نوع انسانی کا آخری نصب العین ہے آگے دھکیلتا چلا جا رہا ہے۔

اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ۔ (الانعام: ۶)

کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی نسلوں کو تباہ کر دیا ہے جن کو ہم نے زمین پر اس طرح سے متمکن کیا تھا کہ تم کو بھی ویسا نہیں کیا۔ ہم نے بادلوں کو بھیجا کہ ان پر موسلا دھار مینہ برسائیں اور دریاؤں کو ان کے نیچے جاری کیا اور ہم نے ان کو ان کے گناہوں کے سبب سے نیست و نابود کر دیا اور ان کے بعد ایک اور نسل پیدا کی۔

نصب العینوں کی جنگ

چونکہ کسی قوم کا نصب العین ایک ایسا تصوّر ہوتا ہے جو اس کے اپنے خیال کے مطابق انتہائی حسن اور انتہائی کمال سے مزیّن ہوتا ہے اور وہ قوم چاہتی ہے کہ اپنے نصب العین کے حسن اور کمال کو پوری طرح سے آشکار کرے لہٰذا وہ اس کام کو بخیر و خوبی انجام دینے کے لیے اپنے آپ کے لیے غیر محدود قوت اور حلقۂ اثر کی غیر محدود وسعت چاہتی ہے لیکن ظاہر ہے کہ وہ غیر محدود قوت اور غیر محدود حلقۂ اثر صرف دوسرے تمام نصب العینوں کی قیمت پر ہی اور ان کو نقصان پہنچا کر ہی حاصل کر سکتی ہے۔ لہٰذا ہر ریاست بالقوہ اور اپنی فطرت کی بنا پر دوسری

تمام ریاستوں کی دشمن اور بدخواہ ہوتی ہے اور جس لمحہ وجود میں آتی ہے اسی لمحہ سے اُن سب کے ساتھ برسرِ پیکار ہوتی ہے۔ یہ پیکار کبھی آشکار ہوتی ہے اور کبھی پنہاں۔ کبھی تشدّد آمیز ہوتی اور کبھی پُرامن کبھی میدانِ جنگ کی صورت اختیار کرتی ہے اور کبھی مجلس یا کانفرنس کی اور کبھی کسی عہدنامہ کی یا خیرسگالی کے جذبہ کی لیکن یہ پیکار ہر ریاست کے لیے زندگی اور موت کی جنگ ہوتی ہے جو اس وقت تک جاری رہتی ہے جب تک کہ وہ خود مٹ نہیں جاتی یا دوسری تمام ریاستوں کو مٹا نہیں دیتی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس پیکار کے باوجود بعض ریاستوں میں مشترک مقاصد حاصل کرنے کے لیے گہری دوستیاں پیدا ہو جائیں جو طویل عرصوں تک جاری رہیں۔ لیکن ریاستوں کی ایسی دوستیاں صرف اس وقت تک جاری رہتی ہیں جب تک ان کے نصب العینوں کے مفاد ایک دوسرے سے کھلم کھلا نہیں ٹکراتے تاہم ان کے مفاد کا مخفی تضاد ہمیشہ موجود رہتا ہے اور ان کی زندگی میں بار بار آشکار ہوتا رہتا ہے۔

اس طرح ہر غلط نصب العین زود یا بدیر ٹوٹ جاتا ہے۔ نہ صرف اس لیے کہ اس کے مخفی اندرونی تضادات یا نقائص آشکار ہو کر اسے توڑ دیتے ہیں۔ بلکہ اس لیے بھی کہ دوسرے نصب العینوں کو ماننے والی قومیں اسے باہر سے کاری ضربیں لگا کر کچل دیتی ہیں۔ جب کسی نصب العین کو ماننے والی قوم بیرونی حملوں کی وجہ سے کمزور ہو جاتی ہے تو وہ اس بات پر غور کرنے لگتی ہے کہ آیا اس کا نصب العین ہی تو اس کی شکستوں اور ناکامیوں کا باعث نہیں۔ گویا ایسی حالت میں اگر نصب العین درحقیقت غلط اور ناقص ہو تو قوم اس کے نقائص سے جلد تر باخبر ہو جاتی ہے۔

جذبۂ لاشعور کی حقیقت

نصب العین کی محبّت کا جذبہ جو انسان کا امتیاز ہے درحقیقت اس کے لاشعور کا جذبہ ہے جو تجزیۂ نفس کے ماہرین کے تجربات کے نتیجہ کے طور پر اب انسان کے تمام اعمال و افعال کی قوت محرکہ تسلیم کیا گیا ہے افسوس ہے کہ تجزیۂ نفس کے ماہرین نے جذبۂ لاشعور کی حقیقت کو پوری طرح سے نہیں سمجھا اور اس کی کئی متضاد قسم کی توجیہات کی ہیں۔ مثلاً فرائڈ کے خیال میں یہ جذبۂ جنسی خواہش ہے۔ ایڈلر کا خیال ہے کہ اس کی حقیقت قوت یا غلبہ کی ایک خواہش ہے اور یونگ سمجھتا ہے کہ یہ جنسی خواہش بھی ہے اور جذبہ کی خواہش بھی لیکن اصل بات یہ ہے کہ یہ جذبہ حسن اور کمال کی ایک

خواہش ہے جو کسی ایسے نصب العین کی محبت سے ہی مطمئن ہوسکتی ہے جو منتہائے حسن و کمال ہو چونکہ اس قسم کا ایک نصب العین یہ استعداد رکھتا ہے کہ انسان کے لاشعور میں محبت کا جو ذخیرہ موجود ہے وہ اسے تمام وکمال اپنے تصرف میں لے لے اور کام میں لائے۔ وہ انسان کی شخصیت کو مکمل طور پر متحد اور منظم کر دیتا ہے اور اس کے مکمل اطمینانِ قلب اور انبساط کا موجب ہوتا ہے۔ یہ حقیقت نہ صرف دماغی اور اعصابی امراض کے انسداد اور علاج کے لیے اور اخلاقی بیماریوں کو روکنے اور دُور کرنے کے لیے بلکہ نوع انسانی کی معاشرتی اور سیاسی مشکلات کے حل کرنے کے لیے بھی بڑی اہمیت رکھتی ہے۔

محبّت کی یا اپنے آپ کے علم کی ترقی اور اس کا تنزّل

ایک نصب العین کی محبت جب تک عمل میں ظاہر نہ ہو وہ سچّی محبت نہیں ہوتی بلکہ محض خود فریبی ہوتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جس حد تک کسی شخص کی زندگی کے اعمال و افعال اس نصب العین سے پیدا نہیں ہو رہے ہوتے جس کی محبّت کا وہ دعویٰ زبانی کر رہا ہے وہ یقیناً کسی اور نصب العین سے پیدا ہو رہے ہوتے ہیں اور وہی نصب العین درحقیقت اس کے دل پر قابض ہوتا ہے اور اس کا زبانی دعویٰ غلط ہوتا ہے۔

کسی نصب العین کی سچّی اور حقیقی محبّت کبھی ایک حال پر نہیں رہتی۔ وہ کم و بیش یا تو بڑھ رہی ہوتی ہے یا کم ہو رہی ہوتی ہے۔ جب وہ کم ہو رہی ہوتی ہے تو بیک وقت اس کے ساتھ ہی ایک اور نصب العین کے اصلی یا فرضی حسن کا انکشاف عمل میں آ رہا ہوتا ہے اور فرد کا عمل بھی اُسی انکشاف کی نسبت سے اُس نصب العین کی طرف منتقل ہو رہا ہوتا ہے۔ اگر ایسا انکشاف عمل میں نہ آ رہا ہو تو پھر فرد ان وجوہات کی بنا پر جن کی تشریح اُوپر کی گئی ہے ایک المناک ذہنی تجربہ میں سے گزر رہا ہوتا ہے جو ایک اعصابی خلل یا صدمہ یا کم از کم ایک ذہنی پریشانی کی صورت میں ہوتا ہے۔

چونکہ نصب العین کی محبّت کے جذبہ کی رکاوٹ یا مایوسی کی حالت ایک انسان کے لیے المناک اور ناقابلِ برداشت ہوتی ہے۔ انسان کوشش کرتا ہے کہ اس حالت کو کسی قیمت پر پیدا نہ

ہونے دے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے نصب العین کے خلاف کوئی معقول دلیل بھی سننے کیلئے تیار نہیں ہوتا اور یہ چاہتا ہے کہ ہر حالت میں اپنے نصب العین کے ساتھ چمٹا رہے اور اس بات کی بھی پرواہ نہیں کرتا کہ لوگ بجا طور پر یہ کہیں گے کہ وہ ضدی اور نامعقول ہے۔

اس کے برعکس اگر نصب العین کی محبت ترقی کر رہی ہو تو پھر یہ اپنے معمول اور قدرتی راستہ پر ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے انسان کو کوئی تکلیف یا زحمت نہیں ہوتی۔ جب تک ایک نصب العین کی محبت کسی دوسرے نصب العین کی محبت سے نہیں ٹکراتی وہ برابر ترقی کرتی رہتی ہے اور جب ٹکراتی ہے تو بالعموم مغلوب ہو کر مٹ جاتی ہے اور دوسرے نصب العین کی محبت اس کی جگہ لے لیتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ محبت اظہار کا تقاضا کرتی ہے اور جب عاشق کسی قدر اپنی محبت کا اظہار کرتا ہے تو وہ گویا اسے اجازت دیتا ہے کہ وہ اس کے قوائے فکر و عمل کو اور لہٰذا اس کی پوری شخصیت کو ذرا اور اپنے تصرف میں لے لے۔ محبت کا ہر اظہار خواہ وہ خیال میں ہو یا لفظ میں یا عمل میں انسان کے ذخیرۂ محبت کا ایک اور جزو اس کے شعور کی گہرائیوں سے نکال کر اس کے نصب العین کے ساتھ پیوست کر دیتا ہے اور اس طرح سے نصب العین کی محبت کو ترقی دیتا ہے

بقیہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ

الٰہیات کا ذوق رکھنے والے ہوں گے، ان کے لیے ممکن ہوگا کہ وہ قرآن حکیم کی روشنی میں جدید فلسفیانہ رجحانات پر مدلل تنقید کریں۔ اور جدید علم الکلام کی بنیاد رکھیں۔ اور جو عمرانیات کے مختلف شعبوں کا ذوق رکھنے والے ہوں گے ان کے لیے ممکن ہوگا کہ وہ زندگی کے مختلف شعبوں کے لیے اسلام کی رہنمائی و ہدایت کو اعلیٰ علمی سطح پر پیش کر سکیں۔

بقیہ : ھدایت القرآن

ادھر حکومت سب سے زیادہ ڈرپوک ہوتی ہے۔ ذرا ذرا سی بات سے خوف کھاتی اور سایہ کو سانپ سمجھتی ہے۔ فرعونی جس طرح چاہتے بنی اسرائیل کو ستاتے اور خدمت گاری میں لگائے رکھتے تھے۔ لیکن اس اندیشہ سے کہ کہیں آگے چل کر وہ عزت کا مقام نہ حاصل کر لیں اور حکومت پر قبضہ نہ کر لیں۔ اُن کے لڑکوں کو زندگی سے محروم کر دیتے اور لڑکیوں کو اپنی خدمت کے لیے زندگی کی سہولت دیتے۔ آیت میں اسی آزمائش کی طرف اشارہ ہے جس سے اللہ نے ان کو نجات دی تھی۔

(جاری ہے)

منہجِ انقلابِ نبویؐ

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں اسلامی انقلاب کی

جدوجہد کے رہنما خطوط

غارِ حرا کی تنہائیوں سے لیکر

مدینۃ النبیؐ میں اسلامی ریاست کی تشکیل اور اسکی بین الاقوامی توسیع تک

اسلامی انقلاب کے مراحل مدارج اور لوازم

پر مشتمل

ماہنامہ "میثاق" میں شائع شدہ

امیر تنظیم اسلامی

ڈاکٹر اسرار احمد

کے دس خطبات کا مجموعہ

قیمت : -/۲۰ روپے صفحات : ۳۷۵ (نیوز پرنٹ)

ملنے کا پتہ : مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ۳۶کے ماڈل ٹاؤن لاہور